رالف رسل

شادم از زندگیء خویش

پچھلی قسط میں میں نے لکھا تھا کہ اگلی قسط میں ''بعض واقعات بیان کروں گا جو ان خامیوں کے نمونے پیش کریں گے،'' لیکن اب جو سوچتا ہوں تو ان کو پیش کرنے کی اور مزید تفصیل میں جانے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اِس وقت پاکستان میں اردو کے بارے میں کچھ لکھتا ہوں۔ چند سال پہلے میں نے ایک کافی طویل مضمون شائع کیا تھا جس میں ہندوستان میں آزادی کے بعد سے اردو کی صورتِ حال پر تبصرہ کیا تھا۔ یہ مضمون ہندوستان کے مختلف رسالوں میں چھپا اور اس کا اردو ترجمہ بھی بعض رسالوں میں چھپا۔ جب میں یہ مضمون لکھ رہا تھا تو خیال آیا کہ ہندوستان میں اردو کی صورتِ حال کا مقابلہ پاکستان میں اردو کی صورتِ حال سے کیا جائے۔ پھر میں نے سوچا کہ میں ہندوستانیوں کے لیے لکھ رہا ہوں اور مجھے یہ تأثُر نہیں دینا چاہیے کہ میں ہندوستانیوں کی مذمّت اور پاکستانیوں کی تعریف کر رہا ہوں۔ میرا یہ مضمون پاکستان میں بھی چھپا اور مجھے اس خیال سے تھوڑی سی پریشانی ہوئی کہ جس مضمون میں ہندوستانیوں پر تنقید کی گئی ہے شاید پاکستانی اسے پڑھ کر بہت خوش ہوں گے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ہندوستانی پاکستان کی کچھ تعریف سن کر ناراض ہوں، اور نہ یہ چاہتا تھا کہ پاکستانی ہندوستانیوں کی مذمّت پڑھ کر خوش ہوں۔ اس خطرے سے بچنے کے لیے میں نے سوچا کہ مجھے محتاط طریقے سے لکھنا چاہیے۔

خیر، اب میں پاکستان میں اردو کی صورتِ حال کے بارے میں لکھتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اردو پاکستان کی قومی زبان قرار دی گئی ہے، جیسے کہ ہندوستان میں ہندی راشٹریہ بھاشا قرار دی گئی ہے۔ لیکن اردو حقیقتاً پاکستان کی قومی زبان ہے، جبکہ ہندوستان میں ہندی کی یہ حیثیت نہیں ہے۔ پاکستان میں اردو صرف ان خاندانوں کی مادری زبان ہے جو تقسیم کے بعد ہندوستان سے یہاں آئے تھے، لیکن پھر بھی پاکستان کے ہر صوبے میں عام لوگ اردو بولتے ہیں حالانکہ ان کی مادری زبانیں مختلف ہیں۔ ان کو اپنی مادری زبانوں کے لیے اردو سے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا اور اردو کے قومی

زبان ہونے میں انھیں کوئی مضائقہ نہیں محسوس ہوتا۔ اس کے برخلاف، ہندوستان کی بعض ریاستوں کے لوگ ہندی کو قومی زبان (راشٹریہ بھاشا) ماننے میں اعتراض کرتے ہیں، اس وجہ سے کہ ان کی اپنی زبانیں ہر طرح سے مکمل ہیں اور صدیوں سے ادبی زبانیں بن چکی ہیں۔ اس سلسلے میں میں نے ایک اور بات نوٹ کی ہے، وہ یہ کہ ہندوستان میں جو لوگ انگریزی اخبار پڑھتے ہیں وہ کسی اور ہندوستانی زبان کے اخبار نہیں پڑھتے۔ دوسری طرف پاکستان میں جو لوگ انگریزی اخبار پڑھتے ہیں وہ اردو اخبار بھی پڑھتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی اس بات کی علامت ہے کہ اردو واقعی پاکستان کی قومی زبان ہے۔

اب میں پاکستانی حکومت کا اردو کے بارے میں جو طرزِ عمل رہا ہے اس کے بارے میں اپنے خیالات پیش کرتا ہوں۔ میرے خیال میں پاکستان کا حکمران طبقہ انگریزی کو اولیت دینا چاہتا ہے اور انگریزی کی جو حیثیت آزادی سے پہلے تھی اسی کو قائم رکھنا چاہتا ہے، لیکن چونکہ اردو پاکستان کی قومی زبان قرار دی گئی ہے اس لیے دکھانے کے لیے اردو کی سرپرستی کرتا ہے، جس کی ایک مثال ''مقتدرہ قومی زبان'' کا قیام ہے۔ (''مقتدرہ'' مجھے ہمیشہ سے بڑا عجیب و غریب لفظ معلوم ہوا ہے اور یہ لفظ بجائے خود اس بات کی مثال ہے کہ جو زبان ''مقتدرہ'' رائج کرنا چاہتا ہے وہ صحیح معنوں میں اردو ہے نہیں۔)

دوسری طرف خود ''مقتدرہ'' اسی بے دلی سے اور دکھانے کے لیے اردو کا کام کر رہا ہے جو خود اس کو قائم کرنے والی حکومت کا شعار رہا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ''مقتدرہ'' چاہتا تو فی الواقع اردو کو وسعت دینے اور اسے فی الواقع ملک کی قومی زبان بنانے کے سلسلے میں اہم کام کر سکتا تھا۔ لیکن اس سلسلے میں اس نے جو پالیسی اختیار کی ہے اس سے اردو کا کچھ بھلا نہیں ہونے والا۔ مثال کے طور پر انگریزی زبان کے جو لفظ اب اردو میں مستقلاً رائج ہو چکے ہیں (سوشیالوجی، اینتھروپالوجی، وغیرہ) ان کے بجائے بالکل نامانوس لفظ جیسے ''عمرانیات'' کو رائج کرنے کی کوشش مضحکہ خیز ہی نہیں بلکہ سخت نقصان دہ بھی ہے۔ میں نے ابھی ''قومی انگریزی اردو لغت'' میں دیکھا، جسے ڈاکٹر جمیل جالبی نے ایڈٹ کیا اور ''مقتدرہ'' نے شائع کیا ہے، کہ ''سوشیالوجی'' کا اردو ترجمہ ''عمرانیات'' دیا گیا ہے، اور ''اینتھروپالوجی'' کا ''بشریات،'' حالانکہ ''سوشیالوجی'' کا صحیح اردو ترجمہ ''سوشیالوجی'' ہے، اور ''اینتھروپالوجی'' کا

’’اینتھروپالوجی۔‘‘ یہ بری روایت اصل میں عثمانیہ یونیورسٹی کے ’’دار الترجمہ‘‘ نے قریب قریب ایک صدی پہلے قائم کی تھی، جس کا نظریہ یہ تھا کہ عربی اور فارسی کے سوا اردو کو کسی ’’غیر ملکی‘‘ یا ’’غیر اسلامی‘‘ زبان کا کوئی لفظ اپنانا نہیں چاہیے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہلِ زبان بھی اس کے ترجمے آسانی سے نہیں پڑھ سکے۔ لوگ اکثر مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ (مثال کے طور پر) عثمانیہ والے ’’دَ نیدرلینڈز‘‘ کا ترجمہ ’’زیرستان‘‘ کرتے ہیں۔

پاکستان میں ایسے ادارے ہیں جنھوں نے کسی خاص سرکاری امداد کے بغیر اردو کی کافی خدمت کی ہے۔ ان میں سرِفہرست ’’مجلسِ ترقّیِ ادب‘‘ ہے، جس کے پہلے سربراہ امتیاز علی تاج تھے اور غالباً یہ انھیں کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ ’’مجلس‘‘ نے اردو کے سارے کلاسیکی ادب کے مستند ایڈیشن شائع کیے۔ اس کا مقابلہ آپ ہندوستان سے کیجیے۔ حال ہی میں میں اپنی ۱۹۵۸ کی ڈائری پڑھ رہا تھا جب میں دوسری بار سال بھر کے لیے سٹڈی لیو پر ہندوستان گیا تھا۔ اس میں لکھا ہے کہ میں نے علیحدہ علیحدہ خواجہ احمد فاروقی، عبد العلیم، عابد حسین، اور سجّاد ظہیر سے، جو اس زمانے میں ’’انجمن ترقّی اردو ہند‘‘ کے ’’بڑے آدمی‘‘ تھے، بات کی اور اس پر اصرار کیا کہ ’’انجمن‘‘ کا مقدّم کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ اردو کے کلاسیکی ادب کے مستند متن (texts) شائع کرے۔ سب نے ہاں میں ہاں ملائی لیکن آج تک ’’انجمن‘‘ نے یہ کام نہیں سنبھالا۔ اس سلسلے میں مجھے یاد ہے کہ جب غالب کی صد سالہ برسی منائی گئی تو ’’مجلس‘‘ نے غالب کی ساری تصانیف (فارسی کی بھی اور اردو کی بھی) کئی جلدوں میں شائع کیں۔ انھیں دنوں میں پنجاب یونیورسٹی نے بھی یہی کیا۔ پھر کراچی میں ایک بالکل غیر سرکاری ادارہ جس کا نام ’’ادارۂ یادگارِ غالب‘‘ تھا اور جسے مرزا ظفر الحسن اور فیض احمد فیض نے قائم کیا تھا، تو اس نے بھی انھیں دنوں میں غالب کے بارے میں کتابچوں کا ایک سلسلہ شائع کیا جس میں غالب کے حالات پاکستان کی مختلف زبانوں میں بیان کیے گئے۔ پاکستانی حکمران غالب کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے۔ سارا زور اقبال پر دیا جاتا ہے۔ اس صورتِ حال کا مقابلہ آپ ہندوستان سے کیجیے۔ غالب کی صد سالہ برسی حکومتِ ہند کی سرپرستی میں مالی امداد سے بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ حکومتِ ہند مختلف اردو اداروں کو کافی مالی امداد دیتی ہے، مثلاً ’’انجمن ترقّی اردو‘‘ کو۔ اس زمانے میں آلِ احمد سرور مرحوم ’’انجمن‘‘ کے کرتا دھرتا تھے۔ ۱۹۶۵ میں جب میں علی گڑھ میں تھا، میں نے سرور صاحب

سے کہا کہ غالب کی صد سالہ برسی آنے والی ہے، ''انجمن'' کو اس کے لیے ابھی سے تیّاریاں کرنی چاہئیں۔ اور سب سے اہم کام یہ ہوگا کہ وہ غالب کی ساری تصانیف عمدہ طریقے سے شائع کرے۔ انھوں نے مجھ سے اتّفاق کیا، لیکن ''انجمن'' نے اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کیا۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں کافی بڑے پیمانے پر سرکاری امداد کے باوجود اردو والے کوئی ٹھوس کام نہیں کرتے جبکہ پاکستان میں بڑی حد تک سرکاری امداد کے بغیر اردو کی بڑی خدمت کی جا رہی ہے۔

[مسلسل]